الاتحاد

المهند علی المفند

یعنی

عقائد علماء اہل سنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز المتوفی ۱۳۴۶ھ



باضافہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی مدظلہم

تصدیقات قدیمہ وجدیدہ مع مقدمہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الکرِیم

أيها العلماء الكرام والجهابذة العظام! قد نسب الىٰ ساحتكم الكريمة اناس عقائد الوهابيّة قالوا باوراق ورسائل لا نعرف معانيها لا ختلاف اللسان فنرجو ان تخبرونا بحقيقة الحال و مرادات المقال ونحن نسئلكم عن امور اشتهر فيها خلاف الوهابية عن اهل السنة والجماعة

اے علماء کرام اور سرداران عظام! تمھاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب غیر زبان ہونے کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے امید کرتے ہیں، ہمیں حقیقتِ حال اور قول کے مراد سے مطلع کروگے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل سنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے۔

السوال الاول والثانى

(۱) ماقولكم فى شد الرحال الى زيادة سيّد الكائنات عليه افضل الصّلوات والتّحيات وعلىٰ اله صحبه.

پہلا اور دوسرا سوال

کیا فرماتے ہو، شدِ رحال میں سیّد الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے۔

(۲) ای الامرین احب الیکم والفضل لدی اکابرکم للزائرهل ینوی وقت الارتحال للزیارة زیارته علیه السلام او ینوی المسجد ایضاً وقد قال الوهابیة ان المسافر الی المدینة لا ینوی الّا المسجد النّبوی.

تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان دو باتوں میں کون امر پسندیدہ وافضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقتِ سفر زیارت خود آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی، حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ کو صرف مسجد نبویؐ کی نیّت سے سفر کرنا چاہیئے۔

الجواب

بسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ومنه نستمد العون والتوفیق وبیده ازمة التحقیق.

حامدًا و مصلّیاً و مُسلماً!

لیعلم أوّلاً قبل ان نشرع فی الجواب انا بحمد اللّٰه و مشائخنا رضوان اللّٰه علیهم اجمعین و جمیع طائفتنا وجماعتنا مقلّدون

جواب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے۔ اور اس کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں۔

حمد وصلوٰہ وسلام کے بعد

اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع کریں جاننا چاہیئے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلّد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام

لقدوة الانام و ذروة الاسلام امام الهُمام الامام الا عظم ابى حنيفة النعمان رضى اللّٰه تعالىٰ عنه فى الفروع و متبعُون للامام الهمام ابى الحسن الا شعرى و الامام الهمام ابى منصور الماتريدى رضى اللّٰه عنهما فى الا عتقاد و الاصُول و منتسبون من طرق الصّوفية الى الطريقة العلية المنسُوبة الى السادة النقشبنديّة و الطريقة الزكيّة المنسُوبة الى السادة الچشتية واَلى الطريقة البهية المنسُوبة الى السّادة القادرية والى الطريقة المرضيّة المنسوبة الى السّادة السّهروردية رضى اللّٰه عنهم اجمعين.

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے، اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضرات نقشبندیہ اور طریقۂ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلۂ بہیّہ حضرات قادریہ اور طریقۂ مرضیہ مشائخ سُہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

ثم ثانياً انا لا نتكلم بكلام و لانقول قولا فى الدين الاو عليه عندنا دليل من الكتاب او السنّة

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ قرآن مجید کی یا سنّت

اواجماع الامة او قول من ائمة المذهب ومع ذلک لاندعی انا لمبرء ون من الخطاء والنسيان فی ضلة القلم و زلة اللسان فان ظهر لنا انا اخطا نامافی قول سواء کان من الاصول اوالفروع فما يمنعنا الحياء ان نرجع عنه ونعلن بالرجوع کيف لا وقد رجع ائمتنارضوان الله عليهم فی کثير من اقوالهم حتی ان امام حرم الله تعالی المحترم امامنا الشافعی رضی الله عنه لم يبق مسئلة الاوله' فيها قول جديد والصحابة رضی الله عنهم رجعوا فی مسائل الی اقوال بعضهم کما لا يخفی علی متتبع الحديث فلو ادعی احد من العلماء انا غلطنا فی حکم فان کان من الاعتقاديات فعليه ان يثبت بنص من ائمة الکلام و ان کان من

کی، یا اجماع امت یا قول کسی امام کا۔اور بایں ہمہ ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو وخطا سے مبرّا ہیں پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی، عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں اپنی غلطی سے رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی اور ہم رجوع کا اعلان کردیتے ہیں چنانچہ ہمارے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتیرے اقوال میں رجوع ثابت ہے حتّٰی کہ امامِ حرم محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید وقدیم نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل میں دوسروں کے قول کے جانب رجوع فرمایا چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے پر ظاہر ہے پس اگر کسی عالم کا دعویٰ ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا دعویٰ

الفرعيات فيلزم ان يبني بنيانه
على القول الراجح من ائمّة
المذاهب فاذا فعل ذلك فلا
يكون منّاان شاء اللّٰه تعالىٰ الا
الحسنىٰ القبول بالقلب واللسان و
زيادة الشّكر بالجنان والأركان.

وثالثا ان في اصل
اصطلاح بلاد الهند كان اطلاق
الوهابي على من ترك تقليد
الائمة رضي الله تعالىٰ عنهم ثم
اتسع فيه و غلب استعماله علىٰ من
عمل بالسنّة السّنية وترك الامور
المستحدثة الشنيعة و الرسوم
القبيحة حتى شاع في بمبئي و
نواحيها ان من منع عن سجدة قبو
ر الاولياء و طوافها فهو وهابي بل
و من اظهر حرمة الربوا فهو وهابي
و ان كان من اكابر اهل الاسلام و
عظمائهم ثم اتسع فيه حتّٰى صار

ثابت کرے علماء کلام کی تصریح سے اور اگر
مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد کی تعمیر کرے ائمہ
مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کرے گا تو
انشاءاللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی
یعنی دل وزبان سے غلطی قبول کریں گے اور
قلب واعضا سے شکریہ ادا کریں گے

تیسری بات یہ کہ ہندوستان
میں لفظ وہابی کا استعمال اس شخص کے لئے
تھا جو ائمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر
ایسی وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا
جانے لگا جو سنتِ محمدیہ پر عمل کریں اور
بدعات سئیہ ورسومِ قبیحہ کو چھوڑ دیں یہاں
تک ہوا کہ ممبئی اور اس کے نواح میں یہ
مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو
سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ
وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے
وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں
نہ ہو اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ
بن گیا سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا

سباً فعلیٰ هذا لو قال رجل من اهل
الهند لرجل انه وهابی فهو لا یدل
علیٰ انه فاسد العقیده بل یدل علیٰ
انه سُنّی حنفی عامل بالسنة
مجتنب عن البدعة خائف من اللّٰه
تعالیٰ فی ارتکاب المعصیة و لما
کان مشائخنا رضی اللّٰه عنهم
یسعون فی احیاء السنة ویشمّرون
فی اخماد نیران البدعة غضب
جند ابلیس علیهم و حرفوا
کلامهم و بهتوهم و افتروا علیهم
الافترائات و رموهم بالوهابیة و
حاشا هم عن ذٰلک بل و تلک
سنة اللّٰه التی سنها فی خواص
اولیائه کما قال اللّٰه تعالیٰ فی کتابهٖ
وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوّاً
شَیٰطِیْنَ الانس والجن یوحی
بعضهم اِلیٰ بعض زخرف القول
غُرُوْراً وَ لَوْ شَاءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْه

ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد
ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنّی حنفی ہے
سنت پر عمل کرتا ہے بدعت سے بچتا ہے اور
معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا
ہے اور چونکہ ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم احیاء سنت میں سعی کرتے اور بدعت کی
آگ بجھانے میں مستعد رہتے تھے اس لئے
شیطانی لشکر کو ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام
میں تحریف کرڈالی اور ان پر بہتان باندھے
طرح طرح کے افترا اور خطاب وہابیت کے
ساتھ متّہم کیا مگر حاشا کہ وہ ایسے ہوں بلکہ
بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو خواص
اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے چنانچہ اپنی
کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے ”اور اسی طرح
ہم نے ہر نبی کے دشمن بنادیئے ہیں جن و
انس کے شیاطین کہ ایک دوسرے کی طرف
جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے دھوکا کے لئے اور
(اے محمدؐ) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا
کام نہ کرتے سو چھوڑو اُن کو ان کے افترا کو

فَذَرْهُمْ وَمَا يفترون فلما كان ذلك في الانبياء صلوات الله عليهم وسلامه وجب ان يكون في خلفائهم و من يقوم مقامهم كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحن معاشر الانبياء اشد الناس بلاءً ثم الامثل فالامثل ليتوفر حظهم ويكمل لهم اجرهم فالذين ابتدعوا البدعات ومالوا الى الشهوات و اتخذوا الههم الهوى والقوا انفسهم في هاوية الردى يفترون علينا الاكاذيب و الاباطيل و ينسبون الينا الأ صفاليل فاذا نُسِبَ الينا في حضرتكم قول يخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه لا تظنوا بنا الاخيرا وان اختلج في صدوركم فاكتبوا الينا فانا نخبركم بحقيقة الحال والحق من المقال فانكم عند نا

پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ رہا تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے زیادہ موردِ بلا ہے، پھر کامل اشبہ پھر کم اشبہ تا کہ ان کا حظ وافر اور اجر کامل ہو جاتے پس مبتدعین جو اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے ہم پر جھوٹے بہتان باندھے اور ہماری جانب گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کر کے کوئی مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن کام میں لاویں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور

قطب دائرة الاسلام.

توضيح الجواب

عندنا و عند مشائخنا زيارة قبر سيد المرسلين (روحی فداه) من اعظم القربات واهم المثوبات و انجح لنيل الدرجات بل قريبة من الواجبات وان كان حصوله بشد الرحال وبذل المهج والاموال و ينوی وقت الارتحال زيارته عليه الف الف تحية و سلام و ينوی معها زيارة مسجده صلى الله عليه وسلم و غيره من البقاع و المشاهد الشريفة بل الاولیٰ ما قال العلامة الهمام ابن الهمام ان يجرد النية لزيارة قبره عليه الصلوة والسلام ثم يحصل له اذا

واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دیں گے اس لئے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکز دائرۃ الاسلام ہیں۔

جواب کی توضیح

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبرِ سیّد المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصولِ درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدِّ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجدِ نبوی اور دیگر مقامات وزیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابنِ ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجدِ نبوی کی بھی زیارت حاصل ہوجائے گی۔ اس صُورت میں

قدم زیارة المسجد لان فی ذٰلک
زیارة تعظیمه و اجلاله صلی اللّٰه
علیه وسلم ویوافقه قوله صلی اللّٰه
علیه وسلم من جاء نی
زائرالاتحمله حاجة الّا زیارتی
کان حقاً علیّ ان اکون شفیعا له
یوم القیمة و کذا نقل عن العارف
السّامی الملّا جامی انه افرز
الزیارة عن الحج وهو اقرب الی
مذهب المحبّین وامّا ما قالت
الوهابیّة من ان المسافر الی
المدینة المنوّرة علیٰ ساکنها الف
الف تحیة لا ینوی الا المسجد
الشریف استد لا لاً بقوله علیه
الصّلوٰة و السّلام لا تشدّ الرحال
الا الیٰ ثلٰثه مسجد فمردود لان
الحدیث لا یدل علی المنع اصلاً
بل لو تامله ذوفهم ثاقب لعلم انه
بدلالة النّص یدل علی الجواز فان

جناب رسالت مآب صلّی اللّٰہ علی وسلم کی
تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود
حضرت کے ارشاد سے ہورہی ہے کہ جو
میری زیارت کو آیا، کہ میری زیارت کے
سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق
ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔
اور ایسا ہی عارف مُلّا جامیؒ سے منقول ہے
کہ اُنھوں نے زیارت کے لئے حج سے
علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مذہبِ عشاق
سے زیادہ ملتا ہے اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ
مدینہ منوّرہ کی جانب سفر کرنے والے کو
صرف مسجدِ نبوی کی نیت کرنی چاہیئے اور
اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا کہ
کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی
جانب سو یہ قول مردود ہے اس لئے کہ
حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں
کرتی۔ بلکہ صاحبِ فہم اگر غور کرے تو یہی
حدیث بدلالت النص جواز پر دلالت کرتی
ہے کیونکہ جو علت سہ مساجد کے دیگر

العلة الّتی استثنٰی بها المساجد الثلاثة من عموم المساجد او البقاع هو فضلها المختص بها وهو مع الزیادة موجُود فی البقعة الشریفة فان البقعة الشریفة والرحبة المنیفة التی ضم اعضاءه صلّی اللّٰه علیه وسلم افضل مُطلقاً حتے من الکعبة ومن العرش والکُرسی کما صرح به فقهاؤنا رضی اللّٰه عنهم ولما استثنی المساجد لذٰلک الفضل الخاص فاولیٰ ثم اولیٰ ان یستثنے البقعة المبارکة لذٰلک الفضل العام وقد صرح بالمسئلة کما ذکرنا ہ بل بأبسط منها شیخنا العلّامة شمس العلماء العاملین مولانا رشید احمدؒ الجنجوهی قدس اللّٰه سرّہ العزیز فی رسالته زبدة المناسک فی فصل زیارة المدینة

مسجدوں اور مقامات سے مستثنٰے ہونے کی قرار پاتی ہے وہ ان مساجد کی فضیلت ہی تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعۂ شریفہ میں موجود ہے اس لیے کہ وُہ حصّۂ زمین جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکُرسی سے بھی افضل ہے چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور جب فضیلتِ خاصہ کی وجہ سے تین مسجدیں عموم نہی سے مستثنٰے ہوگئیں تو بدرجہا اولیٰ ہے کہ بقعۂ مبارکہ فضیلتِ عامہ کے سبب مستثنٰے ہو۔ ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرّہٗ نے اپنے رسالہ ”زبدۃ المناسک“ کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے، جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی مبحث میں

المنورة وقد طبعت مرارًا وايضًا في هٰذا المبحث الشّريف رسالة لشيخ مشائخنا مولانا المفتي صدر الدين الدهلوي قدّس اللّٰه سرّه العزيز اقام فيها الطامة الكُبرٰى على الوهابية ومن وافقهم واتى ببراهين قاطعة وحجج ساطعة سماها احسن المقال في شرح حديث لا تشد الرحال طبعت واشتهرت فليراجع اليها واللّٰه تعالىٰ اعلم۔

ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدرالدین دہلوی قدس سرّہٗ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہُوا ہے جس میں مولانا نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھادی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں۔اس کا نام ''احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال'' ہے وُہ طبع ہوکر مشتہر ہوچکا ہے،اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

السوال الثالث والرابع

(۳) هل للرجل ان يتوسل في دعواته بالنبي صلى اللّٰه عليه وسلم بعد الوفاة ام لا؟

تیسرا اور چوتھا سوال

کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسُّل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ايجوز التوسل عند كم بالسلف الصّٰلحين من الانبياء و

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء واولیاء اللہ کا توسُّل بھی

الصدّيقين والشهداء واولياء رب العٰلمين ام لا؟

جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل في الدعوات بالانبياء والصالحين من الاولياء والشهداء والصّديقين في حيٰوتهم وبعد وفاتهم بان يقول في دعائه اللّٰهم انى اتوسل اليك بفلان ان تجيب دعوتي وتقضي حاجتي الىٰ غير ذٰلک كما صرح به شيخنا ومولانا الشاه مُحمّد اسحٰق الدهلوى ثم المهاجر المكى ثم بيّنه في فتاواه شيخنا ومولانا رشيد احمد الگنگوهي رحمة الله عليهما وفي هٰذا الزمان شائعة مستفيضة بايدى الناس وهٰذه المسئلة مذكورة علىٰ صفحه ۹۳ من الجلد الاوّل منها فلير اجع اليها من شاء.

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصُلحاء واولیاء و شُہداء وصدیقین کا توسُّل جائز ہے۔ اُن کی حیات مین یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دُعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ مُحمّد اسحاق دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاوٰی میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے، جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

السوال الخامس

ماقولكم فی حیٰوة النّبی علیه الصّلٰوة والسلام فی قبره الشریف هل ذٰلک امر مخصُوص به ام مثل سائرالمومنین رحمة الله علیهم حیٰوته برزخیة؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی اللّٰه علیه وسلم حیٌّ فی قبره الشریف وحیٰوته صلّی اللّٰه علیه وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلّی اللّٰه علیه وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللّٰه علیهم والشهداء لا برزخیه کما هی حاصلة لسائر المومنین بل لجمیع النّاس کما نص علیه العلّامة السیُوطی فی رسالته ''اِنبَاءِ الاذکیاء بحیٰوة

پانچواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرتؐ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیا بحیٰوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ

الانبیاء" حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیٰوۃ الانبیاء و الشھداء فی القبر کحیٰوتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوٰۃ موسیٰ علیہ السّلام فی قبرہ فان الصلوٰۃ تستدعی جسدًاحیا الیٰ اٰخرما قال فثبت بھٰذا ان حیٰوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام و الدّین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللّٰہ سرہ العزیز فی ھٰذہ المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ الماخذ بدیعۃ المسلک لم یرمثلھا قد طبعت و شاعت فی الناس واسمھا "اب حیات" ای ماء الحیٰوۃ.

انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنے کہ برزخی بھی ہے کہ عالمِ برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہوکر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔

السوال السادس

ھل للداعی فی المسجد النبوی

چھٹا سوال

کیا جائز ہے مسجدِ نبوی میں دُعا کرنے

ان يجعل وجهه الى القبر المنيف ويسئل من المولى الجليل متوسلا بنبيه الفخيم النبيل؟

والے کو یہ صُورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دُعا مانگے؟

الجواب

اختلف الفقهاء في ذٰلك كما ذكره المُلّا على القارى رحمه الله تعالىٰ في المسلك والمنقسط فقال ثم اعلم انه ذكر بعض مشائخنا كابى الليث ومن تبعه كالكرمانى والسروجى انه يقف الزائر مستقبل القبلة كذا رواه الحسن عن ابى حنيفة رضى الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام بان مانقل عن ابى الليث مردود بماروى ابو حنيفة عن اب عمر رضى الله عنه انه قال من السنة ان تاتى قبر رسول الله صلى الله على وسلم فتستقبل القبر بوجهك ثم

جواب

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ مُلّا علی قاریؒ نے مسلک منقسط میں ذکر کیا ہے فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابواللیث اور ان کے پیرو کرمانی و سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے کو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئیے جیسا کہ امام حسن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ ابواللیث کی روایت نا مقبول ہے۔ اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت ابن عُمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ سنّت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہّر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو

تقول "السّلام عليک ايها النّبی و رحمة اللّٰه وبر كاته" ثم ايده برواية اخرى احرجها مجد الدين اللغوی عن ابن المبارک قال سمعت ابا حنيفةؒ يقول قدم ابو ايوب السختيانی وانا بالمدينة فقلت لأ نظرن ما يصنع فجعل ظهره مما يلی القبلة ووجهه مما يلی وجه رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عليه وسلم وبكی غير متباک فقام مقام فقيه ثم قال العلامة القاری بعد نقله وفيه تنبيه علی ان هٰذا هو مختار الا مام بعد ما كان مترددًا فی مقام المرام ثم الجمع بين الروايتين ممكن الخ كلام الشريف فظهر بهٰذا انه يحوز كلا الامرين لكن المختار ان يستقبل وقت الزيادة مما يلی وجهه الشريف صلی اللّٰه عليه وسلم وهو الماخوذ به عندنا

"آپ پر سلام نازل ہوا اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات نازل ہوں" پھر اس کی تائید میں دوسری روایت لائے ہیں جس کو مجد الدین لغوی نے ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہؒ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب ابو ایوب سختیانیؒ مدینہ منورہ میں آئے تو میں وہیں تھا میں نے کہا، میں ضرور دیکھونگا یہ کیا کرتے ہیں سو انھوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کیطرف اپنا منہ کیا اور بلا تصنّع روئے تو بڑے فقیہ کیطرح قیام کیا پھر اس کو نقل کر کے علامہ قاری فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب کی پسند کردہ ہے۔ ہاں پہلے ان کو تردد تھا پھر علامہ نے یہ بھی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ۔ غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ

وعليه عملنا وعمل مشائخنا و هكذا الحكم في الدعاء كما روى عن مالك رحمه اللّٰه تعالىٰ لماساله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهيؒ في رسالته "زبدة المناسک" واما مسئلة التوسل فقد مرت في صفحة ص ۳، ۴، ۶

زیارت کے وقت چہرۂ مبارک کی طرف منھ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ "زبدة المناسک" میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۶، ۳، ۴ میں گزر چکا ہے۔

السوال السابع

ماقولكم في تكثير الصّلوٰة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وقراءة دلائل الخيرات والاوراد؟

ساتواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد کے پڑھنے کی بابت؟

الجواب

يستحب عندنا تكثير الصّلوٰة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو من

جواب

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت

ارحی الطاعات وأحب المند وبات
سواء کان بقراء ة الدلائل والاوراد
الصلوتیة المولفة فی ذٰلک او بغیر
ھا ولکن الا فضل عندنا ما صح
بلفظہٖ صلّی اللّٰہ علیه وسلم ولو
صلی بغیر ما ورد عنه صلی اللّٰہ
علیه وسلم لم یخل عن الفضل
ولسیتحق بشارة من صلی علی
صلوة صلی اللّٰہ علیه عشراً وکان
شیخنا العلامة الگنگوھی یقرء
الدلائل وکذٰلک المشائخ الاخر
من ساد اتنا وقد کتب فی ارشاداته
مولانا ومُرشد نا قطب العالم
حضرة الحاج امداد اللّٰہ قدّس اللّٰہ
سره العزیز وامر اصحابه بان
یخربوه وکانوا یرؤون الدلائل
روایةً وکان یجیز اصحابه بالدلائل
مولانا الگنگوھی رحمة اللّٰہ علیه۔

موجبِ اجر وثواب طاعت ہے خواہ دلائل
الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر
رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل
ہمارے نزدیک وہ دُرود ہے جس کے لفظ
بھی حضرتؐ سے منقول ہیں گو غیر منقول کا
پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس
بشارت کا مستحق ہو ہی جائیگا کہ جس نے
مجھ پر ایک بار دُرود پڑھا حق تعالیٰ اس پر
دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ
حضرت مولانا گنگوہی قدس سرّہ اور دیگر
مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔
اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر
مکّی قدس سرّہٗ نے اپنے ارشادات میں
تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ
دلائل کا وِرد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ
ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا
گنگوہیؒ بھی اپنے مریدین کو اجازت
دیتے رہے۔

السّوال الثامن والتاسع والعاشر

هل يصيح لرجل ان يقلد احد امن الائمة الاربعة فی جمیع الاصول والفروع ام لا وعلی تقدیر الصحة هل هو مستحب ام واجب ومن تقلّدون من الائمة فروعًا واصُولًا؟

آٹھواں نواں اور دسواں سوال

تمام اصول وفروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے نہیں؟ اور اگر درست ہے تو مستحب ہے، یا واجب، اورتم کس امام کے مقلّدِ ہو؟

الجواب

لا بد للرجل فی هٰذا لزّمان ان یقلد احد امن الائمة الاربعة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم بل یجب فانا جربنا کثیرا ان مٰال ترک تقلید الائمة واتباع رای نفسه وهوٰها السقوط فی حفرة الالحاد والذندقة اعاذ نا اللّٰه منها ولاجل ذلک نحن ومشائخنا مقلدون فی الاصول والفروع لامام المسلمین ابی حنیفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه اماتنا اللّٰه علیه وحشرنافی زمرته

جواب

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جاوے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد وزندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلّدِ ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو، اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور اس

ولمشائخنا فی ذلک تصانیف عدیدة شاعت واشتهرت فی الأفاق.

مبحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دُنیا میں مشتہر وشائع ہو چکی ہیں۔

السوال الحادی عشر

وهل يجوز عندكم الاشتغال باشغال الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بصحة وصول الفيوض الباطنية عن صدور الاكابر وقبورهم وهل يستفيد اهل السّلوک من روحانية المشائخ الاجله ام لا؟

گیارھواں سوال

کیا صُوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور اکابر کے سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہونچنے کے تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے اہل سلوک کو نفع پہونچتا ہے یا نہیں؟

الجواب

يستحب عندنا اذا فرغ الانسان من تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية من الشرع ان يبايع شيخا راسخ القدم فی الشريعة زاهد افی الدنيا راغبا فی الاخرة قد قطع عقبات النفس

جواب

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقاید کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ القدم ہو، دنیا سے بے رغبت ہو۔ آخرت کا طالب ہو نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔

وتمرن في المنجيات وتبتل عن
المهلكات كاملا مكملا ويضع يده
في يده ويحبس نظره في نظره
ويشتغل باشتغال الصّوفية من
الذكر والفكر والفناء الكلي فيه
ويكتسب النسبة التي هي النّعمة
العظمٰى والغنيمة الكبرىٰ وهي
المعبر عنها بلسان الشرع
بالاحسان وامامن لم يتيسرله
ذٰلک ولم يقدرله ماهنالک
فيكفيه الانسله بسلكهم
والانخراط في حزبهم فقد قال
رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم
المرء مع من أحب اولئک قوم لا
يشقى جليسهم وبحمد اللّٰه تعالىٰ
وحسن انعامه نحن ومشائخنا قد
دخلو في بيعتهم واشتغلوا
باشغالهم وقصد والالارشاد
والتلقين والحمدللّٰه علىٰ ذٰلک

خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو
تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں
کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ
میں ہاتھ دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں
مقصود رکھے اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر
وفکر اور اس میں فناء نام کے ساتھ مشغول ہو
اور اس نسبت کا اکتساب جو نعمتِ عظمٰے اور
غنیمتِ کبرٰی ہے جس کو شرع میں احسان
کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت
میسّر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے اس کو
بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی
ہے کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے
ساتھ اسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن
کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا اور
بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی
بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے
شاغل اور ارشاد وتلقین کے درپے رہے
ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک، اب رہا مشائخ کی

واما الا ستفادة من روحانية المشائخ الاجلة ووصول الفُيوض الباطنية من صدورهم اوقبورهم فيصح على الطريقة المعروفة فی اهلها وخواصها لا بما هو شائع فی العوام.

روحانیت سے اِستفادہ اوران کے سینوں اورقبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگراس طریق سے جواس کے اہل اور خواص کومعلوم ہے نہ اس طرز سے جوعوام میں رائج ہے۔

السوال الثانی عشر

قد كان مُحمّد بن عبد الوهّاب النجدی يستحل دماء المُسلمين واموالهم واعراضهم وكان ينسب الناس كلّهم الى الشرك ويسب السّلف فكيف ترون ذٰلک وهل تجوزون تكفير السلف والمُسلمين وأهل القبلة أم كيف مشربكم؟

بارھواں سوال

محمّد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اوران کے مال وآبرو کواور تمام لوگوں کومنسوب کرتا تھاشرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اوراہل قبلہ کی تکفیر کوتم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

الجواب

الحكم عندنا فيهم ماقال صاحب الدر المختار و خوارج هم قوم لهم منعة خرجوا عليه بتاويل يرون انه

جواب

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمُختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے

على باطل كفر او معصية توجب
قتاله بتاويلهم يستحلون دمائنا
واموالنا ويسبون نسائنا الى ان قال
وحكمهم حكم البغاة ثم قال وانما
لم نكفرهم لكونه عن تاويل وان
كان باطل. وقال الشامي فى
حاشيته كما وقع فى زماننا فى
اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا
من نجد وتغلبو اعلى الحرمين
وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة
لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون
وان من خالف اعتقادهم مشركون
واستباحوا بذالک قتل اهل السنة
وقتل علمائهم حتى كسر الله
شوكتهم ثم اقول ليس هو ولا احد
من اتباعه وشيعته من مشائخنا فى
سلسلة من سلاسل العلم من الفقه
والحديث والتفسير والتصوّف
واما استحلال دماء المسلمين

امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو
باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب
سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس
تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو
حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے
ہیں آگے فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا
ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر
صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل
سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ
شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے
"جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب
کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر
حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو
حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر اُن کا عقیدہ یہ
تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے
عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی
بنا پر انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت
کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ
تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے

واموالهم واعراضهم فاما ان يكون بغير حق او بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون من غير تاويل فكفر وخروج عن الاسلام وان كان بتاويل لا يسوغ فى الشرع ففسق واما ان كان بحق فجائزبل واجب واما تكفير السلف من المسلمين فحاشا ان نكفر احداً منهم بل هو عندنا رفض وابتداع فى الدين و تكفير اهل القبلة من المبتدعين فلا نكفرهم مالم ينكروا حكما ضروريا من ضروريات الدين فاذا ثبت انكار امر ضرورى من الدين نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا و دأب مشائخنارحمهم اللّٰه تعالىٰ.

بعد کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلۂ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر وفقہ وحدیث کے علمی سلسلہ میں، نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان و مال وآبرو کا حلال سمجھنا۔ سو یا ناحق ہوگا یا حق۔ پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہونا ہے۔ اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے، اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے۔ ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں، کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے۔ یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

السوال الثالث عشر والرابع عشر

ما قولكم في امثال قوله تعالى الرحمٰن على العرش استوى هل تجوزون اثبات جهة ومكان للباري تعالىٰ ام كيف رايكم فيه؟

الجواب

قولنا في امثال تلك الأيات انا نؤمن بها ولا يقال كيف ونؤمن بالله سبحانه وتعالىٰ متعال و منزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص والحدوث كما هو راي قدمائنا. واما ما قال المتاخرون من ائمتنا في تلك الأيات يا ولونها بتاويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الا ستيلاء ومن اليد القدرة الى غير ذلك تقريباً الى

تیرھواں اور چودھواں سوال

کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لئے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے؟

جواب

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص وحدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت وشرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تا کہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت ومکان کا اللہ

افهام القاصرين فحق ايضا عندنا واما الجهة والمكان فلا نجوز اثباتهما له تعالیٰ ونقول انه تعالیٰ منزه ومتعال عنهما وعن جميع سمات الحدوث.

تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہو ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جمہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

السوال الخامس عشر

هل ترون احدا أفضل من النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من الکائنات؟

پندرھواں سوال

کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ مخلوص میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے؟

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیّدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا مُحمّد ارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم افضل الخلائق کافة وخیرهم عند اللّٰه تعالیٰ لا یساویه احد بل و لایدانیه صلی اللّٰه علیه وسلم فی القرب من اللّٰه تعالیٰ

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیّدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپؐ کے برابر تو کیا، قریب بھی نہیں ہوسکتا۔ آپؐ سردار ہیں جُملہ انبیاء اور رُسل

والمنزلة الرفيعة عنده وهو سيد الانبياء والمرسلين و خاتم الا صفياء والنبيين كما ثبت بالنصوص وهو الذى نعتقده وندين الله تعالىٰ به وقد صرح به مشائخنا فى غير تصنيف.

کے، اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین وایمان۔ اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتری تصانیف میں کر چکے ہیں۔

السوال السادس عشر

اتجوزون وجود نبی بعد النبی علیه الصلوٰة والسلام وهو خاتم النبيين وقد تواتر معنى قوله عليه السّلام لا نبى بعدى وامثاله وعليه انعقد الاجماع وكيف رايكم فيمن جوز وقوع ذٰلک مع وجود هذه النصوص وهل قال احد منكم اومن اكابركم ذٰلک؟

سولھواں سوال

کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معناً درجۂ تواتر کو پہونچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے؟

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ

سیّدنا ومولٰنا وحبیبنا و شفیعنا محمّد ارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خاتم النبیین لا نبی بعده کما قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ فی کتابه ولکن رسول اللّٰه و خاتم النبیین وثبت باحادیث کثیرة متواترة المعنی وباجماع الامّة وحاشا ان یقول احد منا خلاف ذٰلک فانه من أنکر ذٰلک فهو عندنا کافر لانه منکر للنص القطعی الصریح نعم شیخنا ومولانا سیّد الاذکیاء المدققین المولوی مُحمّد قاسم النانوتوی رحمه اللّٰه تعالیٰ اتی بدقة نظره تدقیقا بدیعا اکمل خاتمیته علیٰ وجه الکمال واتمها علیٰ وجه التمام فانه رحمه اللّٰه تعالیٰ قال فی رسالته المسماة "بتحذیر الناس" ما حاصله ان الخاتمیة جنس تحته

ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ ولیکن مُحمّد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معناً حدِ تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وُہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے شیخ ومولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقتِ نظر سے عجیب دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو کامل وتام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ ''تحذیر الناس'' میں بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں، ایک خاتمیت باعتبار

نوعان احدهما خاتمية زمانية
وهوان يكون زمان نبوته صلى الله
عليه وسلم متاخرامن زمان نبوة
جميع الانبياء ويكون خاتما
لنبوتهم بالزمان والثاني خاتمية
ذاتية وهي ان يكون تفس نبوته
صلى الله عليه وسلم ختمت بها
وانتهت اليها نبوة جمبع الانبياء
وكما انه صلى الله عليه وسلم
خاتم النبيين بالزمان كذلك هو
صلعم خاتم النبيّين بالذات فان
كل ما بالعرض يختم على ما
بالذات وينتهي اليه ولا تتعداه
ولما كان نبوته صلى الله عليه
وسلم بالذات ونبوة سائر الانبياء
بالعرض لان نبوّتهم عليهم السّلام
بواسطة نبوته صلى الله عليهِ وسلم
وهو الفرد الاكمل الاوحد الابجل
قطب دائرة النبوة والرسالة

زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام
انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور
آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے
خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار
ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی
نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و
منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں
باعتبارِ زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین
ہیں بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو
ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے
آگے سِلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی
نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم
السلام کی نبوت بالعرض اس لئے کہ
سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت کے
واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل و یگانہ
اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقدِ
نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین
ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی
خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں

وواسطة عقدها فهو خاتم النّبيين ذاتا وزمانا وليس خاتمية صلى اللّٰه عليه وسلم منحصرة فى الخاتمية الزمانية فانه' ليس كبيرة فضل ولا زيادة رفعة ان يكون زمانه صلى الله عليه وسلم متاخرا من زمان الانبياء قبله بل السيادة الكاملة و الرفعة البالغة والمجد الباهرو الفخر الزاهر تبلغ غايتها اذا كان خاتميته صلى الله عليه وسلم ذاتا و زمانا واما اذااقتصر على الخاتمية الزمانية فلا تبلغ سيادته ورفعته صلى الله عليه وسلم كما لها ولا يحصل له الفضل بكليته وجامعيته وهذا تدقيق منه رحمه اللّٰه تعالىٰ ظهرله فى مكاشفات فى اعظام شانه واجلال برهانه وتفضيله وتبجيله صلى الله عليه وسلم كما حققه المحققون.

ہے اس لیے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی خاتمیتِ ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبۂ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت ورفعتِ شان وعظمت کے بیان میں مولانا کا مکاشفہ ہے۔ ہمارے خیال میں عُلمائے متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔ ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر وضلال بن گیا۔

من ساداتنا العلماء کا لشیخ الاکبر و التقی السبکی وقطب العالم الشیخ عبد القدوس الگنگوهی رحمهم اللّٰه تعالیٰ لم یحم حول سرادقات ساحة فیما نظن ونری ذهن کثیر من العلماء المتقدمین والاذکیاء المتبحرین و هو عند المبتدعین من اهل الهند کفر وضلال ویوسوسون الی اتباعهم وأولیائهم انه انکار لخاتمیته صلی اللّٰه علیه وسلم. فهیهات وهیهات ولعمری انه لافری الفری واعظم زور وبهتان بلا امتراء ما حملهم علی ذٰلک الا الحقد والشحناء والحسد والبغضاء لاهل اللّٰه تعالیٰ وخواص عباده وکذٰلک جرت السنة الالٰهیة فی انبیائه واولیائه.

یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افتراء ہے اور بڑا جھوٹ وبہتان ہے۔ جس کا باعث محض کینہ وعدوات وبغض ہے۔ اہل اللہ اور کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انباءؑ اور اولیاء میں۔

السوال السابع عشر

هل تقولون ان النبی صلّی اللّٰه علیه وسلم لا یفضل علینا الا کفضل الاخ الاکبر علی الاخ الاصغر لاغیر وهل کتب احد منکم هٰذا المضمون فی کتاب؟

الجواب

لیس احدمنا ولا من اسلافنا الکرام معتقد ابهٰذاللبتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الایمان ایضاً یتفوه بمثل هذه الخرافات ومن یقل ان النبی علیه السّلام لیس له فضل علینا الا کما یفضل الاخ الاکبر علی الا ضعر فنعتقد فی حقه انه خارج عن دائرة الایمان وقد صرحت تصانیف جمیع الاکابر من اسلافنا بخلاف ذٰلک وقد بیّنوا وصرحوا وحرروا وجوه

سترھواں سوال

کیاتم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے؟

جواب

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے، جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول

فضائله واحساناته عليه السّلام علينا معشر الامة بوجوه عديدة بحيث لا يمكن اثبات مثل بعض تلك الوجوه لشخص من الخلائق فضلا عن جملتها وان افترى احد بمثل هذه الخرافات الواهية علينا اوعلىٰ اسلافنا فلا اصل له ولا ينبغي ان يلتفت اليه اصلاً فانّ كونه عليه السلام افضل البشر قاطبة واشرف الخلق كافة و سيادته عليه السلام على المرسلين جميعا وامامته النبيين من الا مور القطعية التى لا يمكن لا دنى مسلم ان يتردد فيه اصلا و مع هٰذا ان نسب الينا احد من امثال هذه الخرافات فليبين محله من تصانيفنا حتے نظهر على كل منصف فهيم جهالته وسوء فهمه مع الحاده وسوء تدينه بحوله تعالىٰ وقوته القوية.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس قدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص کے لیے ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی شخص ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں۔ اس لیے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردّد نہیں کرسکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقع ومحل بتانا چاہیئے تا کہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اس کی جہالت وبدفہمی اور الحاد وبددینی ظاہر کریں۔

السوال الثامن عشر

هل تقولون ان علم النبی علیه السلام مقتصر علی الاحکام الشرعية فقط ام اعطی علوماً متعلقه بالذات والصفات والا فعال للباری عزاسمه والا سرار الخفية والحکم الالهية وغیر ذٰلک مما لم یصل الی سرادقات علمه احد من الخلائق کائنامن کان؟

الجواب

نقول باللسان ونعتقد بالجنان ان سیّدنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اعلم الخلق قاطبة بالعلوم المتعلقة بالذات والصفات والتشریعات من الاحکام العملية والحکم النظريّة والحقائق الحقة والاسرار الخفية وغیرها من العلوم مالم یصل الیٰ سرادقات

اٹھارھواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا عِلم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات وصفات وافعال اور مخفی اسرار وحکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں، جن کے پاس تک مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا؟

جواب

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ وحکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرارِ مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا ۔ نہ مقرب

ساحته احد من الخلائق لا ملک مقرب ولا نبی مرسل ولقد اعطی علم الاولین والآخرین وکان فضل اللّٰه علیه عظیما ولکن لا یلزم من ذلک علم کل جزئی جزئی من الامور الحادثة فی کل اٰن من اٰوانه الزمان حتی یضر غیبوبة بعضها عن مشاهدته الشریفة معرفته المنیفة باعلمیته علیه السلام ووسعته فی العلوم وفضله فی المعارف علی کافة الانام وان اطلع علیها بعض من سواه من الخلائق و العباد کما لم یضربأ علمیة سلیمان علیه السلام غیبوبة ما اطلع علیه الهُد هُد من عجائب الحوادث حیث یقول فی القرآن: "قَالَ اِنِّیْ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُکَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ."

فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بے شک آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا اور پر حق تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع وحکم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعتِ علمی میں نقص آجائے اگر چہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہُد ہُد کو آگاہی ہوئی اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان نہیں آیا چنانچہ ہُد ہُد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

السوال التاسع عشر

اترون ان ابليس اللعين اعلم من سيّد الكائنات عليه السلام واوسع علما منه مطلقا وهل كتبتم ذٰلک فی تصنيف ما تحکمون علیٰ من اعتقد ذٰلک.

الجواب

قد سبق منا تحرير هٰذه المسئلة ان النبی عليه السلام اعلم الخلق علی الاطلاق بالعلوم والحکم والاسرار وغيرها من ملکوت الأفاق ونتيقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی عليه السلام فقد کفر و قد افتی مشائخنا بتکفير من قال ان ابليس اللعين اعلم من النبی عليه السلام فکيف يمکن ان توجد هٰذه المسئلة فی تاليف ما من کتبنا غير انه غيبوبة بعض

انیسواں سوال

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا عِلم حکم واسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے ہاں کسی جزئی حادثۂ صغیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ

الحوادث الجزئية الحقيرة عن النبی علیه السلام لعدم التفاتة الیه لا تورث نقصا ما فی اعلمیته علیه السلام بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم الشریفة اللآئقة بمنصبه الاعلیٰ کما لا یورث الاطلاع علی اکثر تلک الحوادث الحقیرة لشدة التفات ابلیس الیها شرفا و کمالاً علمیا فیه فانه لیس علیها مدار الفض و الکمال و من ھھنا لا یصح ان یقال ان ابلیس اعلم من سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم کما لا یصح ان یقال لصبی علم بعض الجزئیات انه اعلم من عالم متبحر محقق فی العلوم والفنون الذی غابت عنه تلک الجزئیات و لقد تلونا علیک قصة الھد ھد مع سلیمان علیٰ نبینا و علیه السلام وقوله اِنِّیۡ اَحَطۡتُّ

ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کرسکتا جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصبِ اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان پر فضل وکمال کا مدار نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہوگئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر ومحقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم وفنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہُد ہُد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ بتا چکے

بِمَا لَمْ تُحِطْ به و دواوين الحديث
و دفاتر التفاسير مشحونة
بنظائرها المتكاثرة المشتهرة بين
الانام وقد اتفق الحكماء على ان
افلاطون و جالينوس و امثالهما من
اعلم الاطباء بكفيات الادوية و
احوالها مع علمهم ان ديدان
النجاسة اعرف باحوال النجاسة و
ذوقها و كيفياتها فلم تضر عدم
معرفة افلاطون و جالينوس هذه
الاحوال الردية فى اعلميتهما ولم
يرض احد من العقلاء و الحمقى
بان يقول ان الديدان اعلم من
افلاطون مع انها اوسع علما من
افلاطون باحوال النجاسة ومبتدعة
ديارنا يثبتون للذات الشريفة النبية
عليها الف الف تحية و سلام
جميع علوم الاسافل الارازل
والافاضل الاكابر قائلين انه عليه

ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ
اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب حدیث و
تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز
حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و
جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو
دواؤں کی کیفیت وحالات کا بہت زیادہ علم
ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے
کیڑے نجاست کی حالتوں اور اور مزے
اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو
افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے
ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں
اور کوئی عقل مند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر
راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے
زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے احوال
سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا
یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
تمام شریف وادنیٰ واعلیٰ واسفل علوم ثابت
کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب

السلام لما كان افضل الخلق كافة
فلا بدان يحتوى علىٰ علومهم
جميعها كل جزئى حزئى و كلى
كلى و نحن انكرنا اثبات هذا
الامر بهذا القياس الفاسدة بغير
نص من النصوص المعتدة بها
الاترى ان كل مؤمن افضل و
اشرف من ابليس فيلزم علىٰ هذا
القياس ان يكون كل شخص من
احاد الامة حاويا على علوم ابليس
و يلزم على ذلك ان يكون
سليمان علىٰ نبينا و عليه السلام
عالما بما علمه الهُد هد وان يكون
افلاطون و جالينوس عارفين
بجميع معارف الديدان و اللوازم
باطلة باسرها كما هو المشاهد و
هذا خلاصة ما قلناه فى البراهين
القاطعة لعروق الاغبياء المارقين
لقاصمة لاعناق الدجاجلة

آنحضرتؐ ساری مخلوق سے افضل ہیں تو
ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں، یا کُلی،
آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی
معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بناء پر
اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ذرا
غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر
فضل و شرف حاصل ہے پس اس قیاس کی
بناء پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان
کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے
گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس
واقعہ کی جسے ہُد ہُد نے جانا اور افلاطون و
جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام و
اقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں
چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے یہ ہمارے قول کا
خلاصہ ہے جو براہینِ قاطعہ میں بیان کیا
ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں
کاٹ دیں اور دجال و مفتری گروہ کی
گردنیں توڑ دیں سو اس میں ہماری بحث
صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اور اسی

المفترين فلم يكن بحثنا فيه الا عن بعض الجزئيات المستحدثة و من اجل ذلک آتينا فيه بلفظ الاشارة حتى تدل ان المقصود بالنفى و الاثبات هنالک تلک الجزئيات لا غير لكن المفسدين يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة الملک العلام وانا جاز مون ان من قال ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فهو كافر كما صرح به غير و احد من علمائنا الكرام ومن افترىٰ علينا بغير ما ذكرناه فعليه بالبرهان خائفا عن مناقشة الملک الديان والله على ما نقول وكيل.

لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تا کہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہ ہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روزِ جزا سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

السوال العشرون

أتعتقدون ان علم النبى صلى الله عليه وسلم يساوى علم زيد و بكر و بها ئم ام تتبرؤن عن امثال هذا

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری

وهل كتب الشيخ اشرف على التهانوى فى رسالته حفظ الايمان هذا المضمون ام لا و بم تحكمون على من اعتقد ذلك.

الجواب

اقول وهذا ايضا من افتراء ات المبتدعين واكاذيبهم قد حرفوا معنى الكلام واظهروا بحقدهم خلاف مراد الشيخ مدظله فقاتلهم الله انى يوفكون قال الشيخ العلامة التهانوى فى رسالته المسماة بحفظ الايمان وهى رسالة صغيرة اجاب فيها عن ثلاثة سئل عنها، الاولیٰ منها فى السجدة التعظيمية للقبور والثانية فى الطواف بالقبور و الثالثة فى اطلاق لفظ عالم الغيب على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم

ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں؟ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے پہلا مسئلہ قبور کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟ مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ

فقال الشيخ ما حاصله: انه لا يجوز هذا الاطلاق و ان كان بتاويل لكونه موهما بالشرك كما منع من اطلاق قولهم راعنا في القرآن و من قولهم عبدی و امتی في الحديث اخرجه مسلم في صحيحه فان الغيب المطلق في الاطلاقات الشرعية ما لم يقم عليه دليل و لا الیٰ درکه و سيلة و سبيل فعلیٰ هذا قال الله تعالیٰ قل لا يعلم من في السمٰوٰت و الارض الغيب الا الله ولو كنت اعلم الغيب و غير ذلك من الآيات و لو جوز ذٰلك بتاويل يلزم ان يجوز اطلاق الخالق و الرازق والمالك و المعبود وغيرها من صفات الله تعالیٰ المختصة بذاته تعالیٰ وتقدس على المخلوق بذٰلك التاويل وايضا يلزم عليه ان

شرک کا وہم ہوتا ہے چنانچہ قرآن میں صحابہؓ کو راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو اسی بنا پر حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہدو نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ نیز ارشاد ہے اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی جمع کرلیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود مالک و غیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح ہوجاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہوسکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب نہیں ہے پس کیا

يصح نفي اطلاق لفظ عالم الغيب عن الله تعالیٰ بالتاویل الآخر فانه تعالیٰ لیس عالم الغیب بالواسطه والعرض فهل یاذن فی نفیه عاقل متدین حاشا وكلا ثم لو صح هذا الاطلاق علیٰ ذاته المقدسة صلی الله علیه وسلم علی قول السائل فنستفسر منه ماذا اراد بهذا الغیب هل اراد كل واحد من افراد الغیب او بعضه ای بعض كان فان اراد بعض الغیوب فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلی الله علیه وسلم فان علم بعض الغیوب و ان كان قلیلا حاصل لزید و عمرو بل لكل صبی و مجنون بل لجمیع الحیوانات و البهائم لان كل واحد منهم یعلم شیئا لا یعلم الآخر ویخفی علیه فلو جوز السائل اطلاق عالم الغیب علی احد لعلمه

اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار اجازت دے سکتا ہے؟ حاش وکلا، پھر یہ کہ حضرت کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقولِ سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے؟ یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیوں کہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی

بعض الغيوب يلزم عليه ان يجوز
اطلاقه علىٰ سائر المذكورات و لو
التزم ذٰلک لم يبق من كمالات
النبوة لانه يشرک فيه سائرهم و
لولم يلتزم طولب بالفارق و لن
يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ
التهانوى فانظروا يرحمكم الله فى
كلام الشيخ لن تجدوا مما كذب
المبتدعون من اثر فحاشا ان يدعى
احد من المسلمين المساواة بين
علم رسول اللّٰه صلى الله عليه
وسلم و علم زيد و بكر و بهائم بل
الشيخ يحكم بطريق الالزام على
من يدعى جواز اطلاق علم الغيب
على رسول اللّٰه صلى الله عليه
وسلم لعلمه بعض الغيوب انه يلزم
عليه ان يجوز اطلاقه على جميع
الناس و البهائم فاين هذا عن
مساواة العلم التى يفترونها عليه

جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی
مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر رحم
فرمائے ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ
بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ
گے حاشا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم اور زید و بکر و بہائم کے علم کو
برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریقِ الزام یوں
فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے
عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس
پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی
اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور
کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین
نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی
پھٹکار، ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو
شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و
بہائم ومجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے
وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ
ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی

فلعنة اللّٰه على الكاذبين و نتيقن بان معتقد مساواة علم النبى عليه السلام مع زيد و بكر و بهائم و مجانين كافر قطعاً وحاشا الشيخ دام مجده ان يتفوه بهذا و انه لمن عجب العجائب.

عجیب بات ہے۔

السوال الواحد و العشرون

اتقولون ان ذكرو لا دته صلى اللّٰه عليه وسلم مستقبح شرعا من البدعات السيئة المحرمة ام غير ذلك

اکیسواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب

حاشا ان يقول احد من المسلمين فضلا ان نقول نحن ان ذكرو لادته الشريفة عليه الصلوٰة والسلام بل و ذكر غبار نعاله و بول حماره صلى اللّٰه عليه وسلم مستقبح من

جواب

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ

البدعات السيئة المحرمة فالاحوال التی لها ادنیٰ تعلق برسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها من احب المندوبات و اعلى المستحبات عندنا سواء كان ذكر ولادته الشريفة او ذكر بوله و برازه و قيامه و قعوده و نومه و نبهته كما هو مصرح فی رسالتنا المسماة بالبراهين القاطعة فی مواضع شتى منها و فی فتاوی مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ كما فی فتویٰ مولانا احمد علی المحدث السهارنفوری تلميذ الشاه محمد اسحٰق الدهلوی ثم المهاجر المكی ننقله مترجما لتكون نمونة عن الجميع سئل هو رحمه الله تعالیٰ عن مجلس الميلاد بای طريق يجوز و بای طريق لا يجوز فاجاب بان

حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نِشست و برخاست اور بیداری وخواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ مُحمد اسحٰق صاحبؒ دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلسِ میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو

ذکر الولادة الشریفة لسیدنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بروایات صحیحة فی اوقات خالیة عن وظائف العبادات الواجبات و بکیفیات لم تکن مخالفة عن طریقة الصحابة و اہل القرون الثلاثة المشہود لہا بالخیر وبالاعتقادات التی موہمة بالشرک والبدعة وبالآداب التی لم تکن مخالفة عن سیرة الصحابة التی ہی مصداق قولہ علیہ السلام ما انا علیہ و اصحابی وفی مجالس خالیة عن المنکرات الشرعیة موجب للخیر و البرکة بشرط ان یکون مقرونا بصدق النیة و الاخلاص و اعتقاد کونہ داخلا فی جملة الاذکار الحسنة المندوبة غیر مقید بوقت من الاوقات فاذا کان کذٰلک لا نعلم

عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات سے جو صحابۂ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکرِ حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیگا الخ۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ولادتِ شریفہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ

احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه غير مشروع او بدعة الىٰ آخر الفتوى فعلم من هذا انا لا ننكر ذكر و لا دته الشريفة بل ننكر على الامور المنكرة التى انضمت معها كما شاهد تموها فى المجالس المولودية التى فى الهند من ذكر الروايات الواهيات الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و الاسراف فى ايقاد الشموع و التزيينات و اعتقاد كونه و اجبا بالطعن و السب و التكفير علىٰ من لم يحضر معهم مجلسهم و غيرها من المنكرات الشرعية التى لا يكاد يوجد خاليا منها فلو خلا من المنكرات حاشا ان نقول ان ذكر الولادة الشريفة منكرو بدعة و كيف يظن بمسلم هذا القول الشنيع فهٰذا القول

ہندوستان کے مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔ مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے ۔چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہوں اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ اور منکراتِ شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلسِ میلاد خالی ہو، پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکرِ ولادتِ شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قولِ شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہو سکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے مُلحِد دجّالوں کا افتراء ہے۔ خدا ان کو رُسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری۔ نرم وسخت زمین میں۔

علينا ايضا من افتراء ات الملاحدة الدجالين الكذابين خذلهم اللّٰه تعالىٰ و لعنهم براوبحرا سهلا و جبلا.

السوال الثانی والعشرون

هل ذكرتم فی رسالة ما ان ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم كجنم استمی كنهيا ام لا؟

الجواب

هٰذا ايضا من افتراء ات الدّجالة المبتدعين علينا و على اكابرنا وقد بينا سابقا ان ذكره عليه السلام من احسن المندوبات و افضل المستحبات فكيف يظن بمسلم ان يقول معاذ اللّٰه ان ذكرا الولادة الشريفة مشابه بفعل الكفار و انما اخترعوا هذه الفرية

بائیسواں سوال

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

جواب

یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکرِ ولادت شریفہ فعلِ کفار کے مشابہ ہے بس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کی اس

عن عبارة مولانا الگنگوهی قدس الله سره العزیز التی نقلنا ها فی البراهین علی صفحة ۱۴۱، و حاشا الشیخ ان یتکلم و مراده بعید بمراحل عما نسبو الیه کما سیظهر عن ما نذکره و هی تنادی با علی نداء ان من نسب الیه ما ذکروه کذاب مفترو حاصل ما ذکره الشیخ رحمه الله تعالیٰ فی مبحث القیام عند ذکر الولادة الشریفة ان من اعتقد قدوم روحه الشریفة من عالم الارواح الی عالم الشهادة و تیقن بنفس الولادة المنیفة فی المجلس المولودیة فعامل ما کان واجباً فی الساعة الولادة الماضیة الحقیقیة فهو مخطئی متشبه بالمجوس فی اعتقادهم تولد معبودهم المعروف (بکنهیا) کل سنة و معاملتهم فی

عبارت سے کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۴۱ پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات بات فرمادیں۔آپ کی مراد اس سے کوسوں دُور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہُوا چنانچہ ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا اور حقیقتِ حال پکار اُٹھے گی کہ جس نے اس مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وُہ جھوٹا مفتری ہے۔مولانا نے ذکرِ ولادتِ شریفہ کے وقت قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اُس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت کی روح پر فتوح عالم الرواح سے عالمِ دنیا کی طرف آتی ہے اور مجلسِ مولود میں نفسِ ولادت کے وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے اس عقیدہ میں کہ وُہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیّا کی ہر سال ولادت مانتے

ذلک الیوم ما عومل به وقت ولادة الحقیقة او متشبه بروافض الهند فی معاملتهم بسیدنا الحسین و اتباعهٖ من شهداء کربلا رضی اللّٰه عنهم اجمعین حیث یاتون بحکایة جمیع ما فعل معهم فی کربلاء یوم عاشوراء قولا وفعلا فیبنون النعش و الکفن والقبور و یدفنون فیها و یظهرون اعلام الحرب والقتال و یصبغون الثیاب بالدماء و ینوحون علیها و امثال ذٰلک من الخرافات کما لا یخفی علیٰ من شاهد احوالهم فی هذه الدیار و نص عبارته المتعربة هکذا و اما توجیهه (ای القیام) بقدوم روحه الشریفة صلی اللّٰه علیه وسلم من عالم الارواح الیٰ عالم الشهادة فیقومون تعظیما له فهذا ایضا من حماقاتهم لان هٰذا

اور اس دن وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے وقت کیا جاتا اور یا روافض اہلِ ہند کی مشابہت کرتا ہے۔ امامِ حسینؓ او اُن کے تابعین شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ روافض بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً وفعلاً عاشورا کے دن میدانِ کربلا میں ان حضرات کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کفناتے اور قبور کھود کر دفناتے ہیں۔ جنگ وقتال کے جھنڈے چڑھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور اُن پر نوحے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے مُلک میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت کی اصل عربی یہ ہے: ”قیام کی یہ وجہ بیان کرنا کہ روحِ شریف عالمِ ارواح سے عالم شہادت کی جانب تشریف لاتی ہے۔ پس حاضرین مجلس اس کی تعظیم کو کھڑے

الوجه يقتضي القيام عند تحقق
نفس الولادة الشريفة و متى
تتكرر الولادة في هٰذه الايام فهٰذه
الاعادة للولادة الشريفة مماثلة
بفعل مجوس الهند حيث ياتون
بعين حكاية و لادة معبودهم
(كنهيا) او مماثلة للروافض الذين
ينقلون شهادة اهل البيت رضي
اللّٰه عنهم كل سنة (اي فعلا
وعملا) فمعاذ اللّٰه ما فعلهم هذا
حكاية للولادة المنيفة الحقيقة و
هذه الحركة بلاشك و شبهة
حرية باللوم والحرمة والفسق بل
فعلهم هذا يزيد علىٰ فعل اولٓئك
فانهم يفعلونه في كل عام مرة
واحدة و هٰؤلاء يفعلون هٰذه
المزخرفات الفرضية متى شاء
وا وليس لهذا نظير في الشرع بان
يفرض امر يعامل معه معاملة

ہوجاتے ہیں پس یہ بھی بیوقوفی ہے کیونکہ
یہ وجہ نفسِ ولادتِ شریفہ کے وقت کھڑے
ہوجانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ
ولادت شریفہ باربار ہوتی نہیں پس
ولادتِ شریفہ کا اعادہ یا ہندؤوں کے فعل
کے مثل ہے کہ وُہ اپنے معبود کنھیّا کی اصل
ولادت کی پوری نقل اتارتے ہیں یا
رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادتِ
اہلِ بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں، پس
معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادت
شریفہ کی نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک و
شبہ ملامت کے قابل اور حرمت وفسق ہے
بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا
کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل
اتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی
مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کرگزرتے
ہیں اور شریعت میں اس کی کوئی نظیر موجود
نہیں کہ کسی امر کو فرض کرکے اس کے ساتھ
حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل

الحقيقة بل هو محرم شرعاً آه فانظروا يا اولی الالباب ان حضرة الشيخ قدس اللّٰه سره العزيز انما انكر علیٰ جهلاء الهند المعتقدين منهم هذه العقيدة الكاسدة الذين يقومون لمثل هٰذه الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل المجوس و الروافض حاشا اكابرنا ان يتفوهوا بمثل ذٰلک و لٰكن الظلمين علیٰ اهل الحق يفترون و بايات اللّٰه يجحدون.

شرعاً حرام ہے‘‘ الخ۔ پس اے صاحبانِ عقول غور فرمایئے شیخ قدس سرہٗ نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے ہیں اس میں کہیں بھی مجلسِ ذکر ولادت شریفہ کو ہندو یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔ حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں ولیکن ظالم لوگ اہلِ حق پر افتراء کرتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

السوال الثالث و العشرون

هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان المولوی رشيد احمد الگنگوهی بفعلية كذب الباری تعالیٰ و عدم تضليل قائل ذٰلک ام هذا من الافتراءات عليه و علی

تیئیسواں سوال

کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ اُن پر بُہتان ہے۔ اگر بُہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

التقدير الثانی کیف الجواب عما یقوله البریلوی انه یضع عنده تمثال فتوی الشیخ المرحوم بفوتو گراف المشتمل علیٰ ذٰلک.

میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

الجواب

الذی نسبوا الی الشیخ الاجل الاوحد الا بجل علامة زمانه فرید عصره و اوانه مولنٰا رشید احمد گنگوهی من انه کان قائلا بفعلیة الکذب من الباری تعالیٰ شانه و عدم تضلیل من تفوه بذٰلک فمکذوب علیه رحمه اللّٰه تعالیٰ وهو من الاکاذیب التی افتراها الدجالون الکذابون فقاتلهم اللّٰه انی یؤفکون و جنابه بریٔ من تلک الزندقة والالحاد و یکذبهم فتوی الشیخ قدس سره التی طبعت و شاعت فی المجلد الاول من

جواب

علامۂ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انھیں جھوٹے بہتانوں کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔ جناب مولانا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتوی کر رہا ہے جو جلد اول فتاوٰی رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ تحریر اس کی عربی

فتاواه الموسومة بالفتاوى الرشيدية على صفحة ١١٩ منها وهى عربية مصححة مختومة بختام علماء مكة المكرمة.

میں ہے جس پر تصحیح و مواہیرِ علماء مکہ مکرمہ ثبت ہیں۔

وصورة سواله هكذا

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمدهٗ و نصلى علىٰ رسوله الكريم ما قولكم دام فضلكم فى ان اللّٰه تعالىٰ هل يتصف بصفة الكذب ام لا و من يعتقد انه يكذب كيف حكم افتونا ما جورين.

سوال کی صُورت یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتوٰی دو، اجر ملے گا۔

الجواب

ان اللّٰه تعالىٰ منزه من ان يتصف بصفة الكذب وليست فى كلامه شائبة الكذب ابدا كما قال اللّٰه تعالىٰ ومن اصدق من اللّٰه قيلا ومن

جواب

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو۔ اس کے کلام میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وُہ خود فرماتا ہے اور اللہ سے زیادہ سچّا

يعتقدو يتفوه بان الله تعالىٰ يكذب فهو كافر ملعون قطعا و مخالف للكتاب و السنة و اجماع الامة نعم اعتقاد اهل الايمان ان ما قال اللّٰه تعالىٰ فى القرآن فى فرعون و هامان و ابى لهب انهم جهنميون فهو حكم قطعى لا يفعل خلافه ابدا لكنه تعالىٰ قادر علىٰ ان يدخل الجنة و ليس بعاجز عن ذٰلک و لا يفعل هذا مع اختياره قال الله تعالى و لو شئنا لأتينا كل نفس هداها ولكن حق القول منى لاملئن جهنم من الجنة و الناس اجمعين فتبين من هذه الاية انه تعالىٰ لو شاء لجعلهم كلهم مومنين ولكنه لا يخالف ما قال و كل ذٰلک بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل مختار فعال لما يريد هذه عقيدة جميع علماء الامة كما قال

کون۔ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب وسنّت و اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرعون و ہامان و ابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ وُہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف کبھی نہ کریگا۔ لیکن اللہ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے، عاجز نہیں، ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وُہ فرماتا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ بھروں گا، جن وانس دونوں سے۔ پس اس آیت سے ظاہر ہوگیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور یہ سب باختیار ہے بجبوری نہیں کیونکہ وہ فاعلِ مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہی عقیدہ تمام علماء امت کا

البیضاوی تحت تفسیر قوله تعالیٰ ان تغفر لهم الخ و عدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیه لذاته والله اعلم بالصواب

کتبه الاحقر رشید احمد گنگوهی عفی عنه

ہے۔ جیسا کہ بیضاوی نے قول باری تعالیٰ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ بخشنا وعید کا مقتضٰے ہی۔ پس اس میں لذاتہٖ امتناع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہٗ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مکۂ مکرمہ زاد اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح کا

خلاصة تصحیح علماء مكة المكرمة زاد الله شرفها الحمد لمن هو به حقیق و منه استمد العون و التوفیق ما اجاب به العلامة رشید احمد المذکور هو الحق الذی لا محیص منه و صلی الله علی خاتم النبیین وعلیٰ اٰله وصحبه وسلم امر برقمه خادم الشریعة راجی اللطف الخفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مكة المكرمة

خلاصہ یہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اسی کی اعانت و توفیق درکار ہے۔ علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق ہے جس سے مفر نہیں ہوسکتا۔ وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا خادم شریعت اُمیدوار لُطف خفی محمد صالح خلفِ صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکۂ مکرمہ کان اللہ لہما نے۔ لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن بُصیل نے، حق تعالیٰ ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخش دے۔

حالا كان الله لهما (محمد صالح ابن المرحوم صديق كمال) رقمه المرتجى من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل بمكة المحمية غفر الله له و لوالديه و لمشائخه و جميع المسلمين (محمد سعيد بن محمد بصيل)

الراجى العفو من واهب العطية محمد عابد بن المرحوم الشيخ حسين مفتى المالكية ببلد الله المحمية.

امیدوار عفواز واہب العطیہ محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ

مصليا و مسلما هذا وما اجاب العلامة رشيد احمد فيه الكفاية و عليه المعمول بل هو الحق الذى لا محيص عنه رقمه الحقير خلف بن ابراهيم خادم افتاء الحنابلة بمكة المشرفة.

درود وسلام کے بعد، جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے، کافی ہے اور اس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں۔ لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادمِ افتاءِ مکہ مشرفہ نے

والجواب عما يقول البريلوى انه

اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس

يضع عنده تمثال فتوى الشيخ المرحوم بفوتوگراف المشتمل على ما ذكر هو انه من مختلقاته اختلقها و وضعها عنده افتراء على الشيخ قدس سره و مثل هذه الاكاذيب و الاختلاقات هين عليه فانه استاذ الاساتذة فيها و كلهم عيال عليه في زمانه فانه محرف ملبس و دجال مكار ربما يصور الامهار وليس بادنى من المسيح القادياني فانه يدعي الرسالة ظاهرا وعلنا و هذا يستتر بالمجددية و يكفر علماء الامة كما كفر الوهابية اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خذله الله تعالىٰ كما خذلهم.

مولانا کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرّہٗ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے۔ کیونکہ تحریف و تلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مُہریں بنالیتا ہے، مسیحِ قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کُھلا مدعی تھا اور یہ مجدّدیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے اُمّت کو کافر کہتا رہتا ہے۔ جس طرح محمد بن عبد الوہاب کے وہابی چیلے امّت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انھیں کی طرح رُسوا کرے۔

السوال الرابع والعشرون

هل تعتقدون امكان وقوع الكذب في كلام من كلام المولى عزوجل

چوبیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوعِ کِذب ممکن ہے؟ یا کیا

سبحانه أم كيف الامر؟

بات ہے؟

الجواب

نحن و مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ نذعن و نتيقن بان كل كلام صدر عن البارى عز و جل او سيصدر عنه فهو مقطوع الصدق مجزوم بمطابقته للواقع و ليس فى كلام من كلامه تعالىٰ شائبة كذب و مظنة خلاف أصلاً بلا شبهةٍ ومن اعتقد خلاف ذٰلك أو توهم بالكذب فى شئى من كلامه فهو كافر ملحد زنديق ليس له شائبة من الايمان.

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہُوا یا آیندہ ہوگا وُہ یقیناً سچا اور بلا شبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وُہ کافر، مُلحِد، زندیق ہے۔ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

السوال الخامس العشرون

هل نسبتم فى تاليفكم الىٰ بعض الاشعرة القول بامكان الكذب و على تقديرها فما المراد بذلك و

پچیسواں سوال

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکانِ کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس

هل عندكم نص علىٰ هذا لمذهب من المعتمدين بينوا الأمر لنا على وجهه.

مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے؟ واقعی امر ہمیں بتلاؤ۔

الجواب

الاصل فيه انه وقع النزاع بيننا وبين المنطقيين من أهل الهند والمبتدعة منهم في مقدورية خلاف ما وعد به الباری سُبحانه وتعالی او اخبر به اور اراده وامثالها فقالوا ان خلاف هٰذه الاشياء خارج عن القدرة القديمة مستحيل عقلا لا يمكن أن يكون مقدور اله تعالی واجب عليه ما يطابق الوعد والخبر والارادة والعلم وقلنا انَّ امثال هٰذه الاشياء مقدورٌ قطعا لكنه غير جائز الوقوع عند أهل السنّة والجماعة من الا شاعرة والماتريدية شرعاً و عقلاً

جواب

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی، یا ارادہ کیا، اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں؟ سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا [illegible]ف ان کی قدرت قدیمہ سے خارج اور عقلاً [illegible]حال ہے۔ ان کا مقدور خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں، البتہ اہل السنّت والجماعت اشاعرہ وماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک صرف

عند الماتريدية و شرعا فقط عند
الأشاعرة فاعترضوا علينا بأنه ان
أمكن مقدورية هذه الأشياء لزم
امكان الكذب وهو غير مقدور
قطعا و مستحيل ذاتا فاجبنا هم
باجوبة شتى مما ذكره علماء
الكلام منها لوسلم استلزام امكان
الكذب لمقدوره خلاف الوعد
والأخبار وامثالهما فهو أيضا غير
مستحيل بالذات بل هو مثل السفه
والظلم مقدور ذاتا ممتنع عقلاً و
شرعاً او شرعاً فقط كما صرح به
غير واحد من الأمة فلما رأوا هذه
الأجوبة عشوافي الارض و نسبوا
الينا تجويز النقص بالنسبة الیٰ
جنابه تبارك وتعالیٰ وأشاعوا هذا
الكلام بين السفهاء والجهلاء
تنفيرًا للعوام وابتغاء الشهوات
والشهرة بين الأنام وبلغو أسباب

شرعاً جائز نہ عقلاً اور اشاعرہ کے نزدیک
صرف شرعاً جائز نہیں۔ پس بدعتیوں نے
ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا تحت
قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان
لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں
اور ذاتاً محال ہے۔ تو ان کو علماء کلام کے
ذکر کیے ہوئے چند جواب دیے، جن میں
یہ بھی تھا کہ اگر وعدہ وخبر وغیرہ کا خلاف
تحتِ قدرت ماننے سے امکانِ کذب
تسلیم بھی کرلیا جاوے تو وہ بھی بالذات
محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً
مقدور ہے اور عقلاً وشرعاً یا صرف شرعاً ممتنع
ہے جیسا کہ بہتیرے عُلماء اس کی تصریح کر
چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب
دیکھے تو مُلک میں فساد پھیلانے کو ہماری
جانب یہ منسوب کیا کہ جناب باری
عزّ اسمہٗ کو بالفعل نقص جائز سمجھتے ہیں اور
عوام کو نفرت دلانے اور مخلوق میں شہرت
پاکر اپنا مطلب پورا کرنے کو سُفہاء وجُہلاء

سمٰوات الافتراء فوضعوا تمثالا من عندهم لفعلية الكذب بلا مخافة عن الملك العلام ولما اطلع اهل الهند على مكائد هم استنصروا بعلماء الحرمين الكرام لعلمهم بانهم غافلون عن خباثاتهم وعن حقيقة اقوال علمائنا وما مثلهم فى ذٰلك الا كمثل المعتزلة مع اهل السنة و الجماعة فانهم اخرجوا اثابة العاصى وعقاب المطيع عن القدرة القديمة وأوجبوا العدل علىٰ ذاته تعالىٰ فسموا أنفسهم اصحاب العدل والتنزيه ونسبوا علماء اهل السنة والجماعة الى الجور والا عتساف والتشويه فكما ان قدماء اهل السنة والجماعة لم يبالو ابجها لا تهم ولم يجوز وا العجز بالنسبة اليه سبحانه وتعالىٰ فى الظلم المذكور

میں اس لغوبات کی خوب شہرت دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہونچی کہ اپنی طرف سے فعلیتِ کذب کا فوٹو وضع کرلیا اور خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب اہلِ ہند ان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ میں ہماری ان کی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج اور ذاتِ باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب عدل وتنزیہ رکھا، اور علمائے اہل السنّت والجماعت کی جَور اور تعصب کی طرف نسبت کی۔ اور علماء اہل السنّت والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پروانہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا ۔

و عمموا القدرة القديمة مع ازالة
النقائص عن ذاته الكاملة الشريفة
واتمام التنزيه والتقديس لجنابه
العالي قائلين ان ظنكم المنقصة
وفي جواز مقدورية العقاب للطائع
و الثواب للعاصي انما هو وخامة
الفلسفة الشنيعة كذٰلک قلنا لهم
ان ظنكم النقص بمقدوره خلاف
الوعد والاخبار والصدق وامثال
ذلک مع كونه ممتنع الصدورعنه
تعالیٰ شرعاً فقط أو عقلاً و شرعاً
انما هو من بلاء الفلسفة والمنطق
وجهلكم الوخيم فهم فعلوا ما
فعلوا لأجل التنزيه لكنهم لم
يقدرو اعلیٰ كمال القدرة
وتعميمها و أما أسلافنا أهل السنة
والجماعة فجمعوا بين الامرين
من تعميم القدرة و تتميم التنزيه
للواجب سبحانه وتعالیٰ وهذا

بلکہ قدرتِ قدیمہ کو عام کہہ کر ذاتِ کاملہ
سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری کے
کمالِ تقدس و تنزیہ کو یوں کہہ کر ثابت کیا
کہ نیکوکار کے لیے عذاب اور بدکار کے
لیے ثواب کو تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ ماننے
سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفۂ شنیعہ کی
حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو
جواب دیا کہ وعدہ وخبر وصدق وعدہ کے
خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے
حالانکہ صرف شرعاً وعقلاً دونوں طرح وقوع
ممتنع ہے، نقص کا گمان کرنا تمھاری
جہالت کا ثمرہ اور منطق وفلسفہ کی بلا ہے۔
پس بدعتوں نے تنزیہ کے لیے جو کچھ کیا
حق تعالیٰ کی عام وکامل قدرت کا اس میں
لحاظ نہ رکھا اور ہمارے سلف اہل السنّت
والجماعت نے دونوں امر ملحوظ رکھے حق
تعالیٰ شانہ کی قدرت عام رہی اور تنزیہ
تام۔ یہ ہے وُہ مختصر مضمون جس کو ہم نے
براہین میں بیان کیا ہے۔ اب اصل

الذی ذکرناه فی البراهین مختصرا وهاکم بعض النصوص علیه من الکتب المعتبرة فی المذهب.

مذہب کی متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات میں سُن لیجیے:

(۱) قال فی شرح المواقف اوجب جمیع المعتزلة والخوارج عقاب صاحب الکبیرة اذا مات بلا توبة ولم یجوزوا ان یعفوا اللّٰه عنه بوجهین. الاوّل انه تعالیٰ اوعد بالعقاب علی الکبائر واخبربه ای بالعقاب علیها فلولم یعاقب علی الکبیرة وعفالزم الخلف فی وعیده والکذب فی خبره وانه محال والجواب غایته، وقوع العقاب فاین وجوب العقاب الذی کلامنا فیه اذ لا شبهة فی ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خُلفاً ولا کِذباً لا یقالُ انه یستلزم جوازهما وهو ایضا محال لانا نقول استحالته ممنوعة کیف وهمامن

(۱) شرحِ مواقف میں مذکور ہے کہ تمام معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب کو جبکہ بلا توبہ مرجائے واجب کہا ہے اور جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کرے اس کی دو وجہ بیان کی ہیں: اوّل یہ کہ حق تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی ہے۔ پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کردے تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہ محال ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجُوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ بغیر وجوب کے وقوعِ عذاب میں نہ خلف ہے نہ کذب۔ کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے کیونکہ ہم اس کا محال ہونا

الممكنات التى تشتملهما قدرته تعالىٰ، اھ.

(۲)وفى شرح المقاصد للعلامة التفتازانى رحمه اللّٰه تعالىٰ فى خاتمة بحث القدرة المنكرون لشمول قدرته طوائف منهم النظام واتباعه القائلون بانه لا يقدر على الجهل والكذب والظلم وسائر القبائح اذ لو كان خلقها مقدور اله لجاز صدوره عنه واللازم باطل لا فضائه الى السفه ان كان عالما بقبح ذٰلک و باستغنائه عنه والى الجهل ان لم يكن عالما. والجواب لا نسلم قبح الشئى بالسبة اليه كيف وهو تصرف فى ملكه ولو سلم فالقدرة لا تنافى امتناع صدوره نظرا الى وجود الصارف وعدم الداعى وان كان

نہیں مانتے اور محال کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات میں داخل ہیں جن کو قدرتِ باری تعالیٰ شامل ہے۔

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔ ایک نظام اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل اور کذب وظلم ونیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز ہوگا اور صدور ناجائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آیگا اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جانب نسبت کر کے کسی شئی کا قبح ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اپنے ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہوسکتا اور اگر مان بھی لیں کہ قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرتِ حق

ممکنا اہ ملخصہ.

(۳)قال فی المسائرة و شرحه المسامرة للعلامة المحقق کمال بن الهمام الحنفی وتلمیذہ ابن ابی الشریف المقدسی الشافعی رحمهما اللّٰه تعالیٰ ما نصه ثم قال ای صاحب العمدة ولا یوصف أللّٰه تعالیو بالقدرة علی الظلم والسفه والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرة ای یصح متعلقا لها وعند المعتزلة یقدر تعالیٰ علیٰ کل ذٰلک ولا یفعل انتهی کلام صاحب العمدة وکانه انقلب علیه مانقله عن المعتزلة اذ لا شک ان سلب القدرة عما ذکر هو مذهب المعتزلة وأمّا ثبوتها أی القدرة

امتناع صدور کے منافی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ فی نفسہ تحت قدرت ہومگر مانع کے موجود یا باعثِ صدُور مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممتنع ہو۔

(۳) مسائرہ اور کی شرح مسامرہ میں علامہ کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرمارہے ہیں پھر صاحب العمدۃ نے کہاحق تعالیٰ کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظلم وسفہ اور کذب پر قادر ہے (کیونکہ ہوسکتا ہے جبکہ خلف وکذب ان ممکنات میں داخل ہیں جن کو قدرتِ باری تعالیٰ شامل ہے) کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں، اور معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر تو ہے مگر کریگا نہیں ۔ صاحب العمدۃ کا کلام ختم ہوگیا (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدۃ نے جومعتزلہ سے نقل کیاوہ

على ما ذكر ثم الامتناع عن
متعلقها اختيارا فهو بمذهب
الاشاعرة اليق منه بمذهب
المعتزلة ولا يخفى ان هٰذا الا ليق
ادخل فى التنزيه ايضاً اذ لا شك
فى ان الامتناع عنها اى عن
المذكورات من الظلم والسفه
والكذب من باب التنزيهات عما
لا يليق بجناب قدسه تعالىٰ فَلْيُسْبَر
(بالبناء للمفعول) اى يختبر العقل
فى ان اى القصلين ابلغ فى التنزيه
عن الفحشاء اهوا القدرة عليه اى
على ما ذكر من الأمور الثلثة مع
الامتناع اى استناعه تعالىٰ عنه
مختار الذلک الامتناع او
الامتناع اى امتناعه عنه لعدم
القدرة عليه فيجب العول بادخل
القولين فى التنزيه وهو القول اليق
بمذهب الاشاعرة اه.

الٹ پلٹ ہوگیا کیونکہ اس میں شک نہیں
کہ افعال مذکورہ سے قدرت کا سلب کرنا
عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال مذکورہ پر
قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع یہ کیا
جائے۔ یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ
مناسب ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر
ہے کہ اسی قول مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ
میں زیادہ دخل بھی ہے بیشک ظلم و سفہ و
کذب سے باز رہنا باب تنزیہات سے
ہے۔ ان قبائح سے جو اس مقدس ذات
کے شایان نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا
ہے کہ دونوں صورتوں میں کس صورت کو
حق تعالیٰ کے تنزیہ عن الفحشاء میں زیادہ
دخل ہے۔ آیا اس صورت میں کہ ہر سہ
افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر
باحتیاط وارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ
تنزیہ ہے یا اس طرح ممتنع الوقوع ماننے
میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ان افعال
پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو تنزیہ

میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہئیے اور وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات و امتناع بالاختیار۔

(۴)وفی حواشی الکلبنوی علی شرح العقائد العضدیة للمحقق الدوانی رحمهما اللّٰہ تعالیٰ ما نصه وبالجملة کون الکذب فی الکلام اللفظی قبیحا بمعنی صفة نقص ممنوع عند الأشاعرة ولذا قال الشریف المحقق انه من جملة الممکنات وحصول العلم القطعی لعدم وقوعه فی کلامه تعالیٰ باجماع العلماء والأنبیاء علیهم السلام لا ینافی امکانه فی ذاته کسائر العلوم العادیة القطعیة وهو لا ینافی ما ذکره الامام الرازی الخ.

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ کلبنوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص وعیب ہے اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لیے شریف محقق نے کہا ہے کہ کِذب ممکنات کے ہے اور جبکہ کلام لفظی مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس طرح کہ کلامِ الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں، جس طرح جملہ علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکانِ کذب بالذات حاصل ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں الخ۔

(۵) وفی تحریر الأصول لصاحب فتح القدیر الامام ابن الهمام

(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح

وشرحه لا بن امير الحاج رحمهما الله تعالیٰ ما نصه وحینئذای وحین کان مستحیلا علیه ما ادرک فیه نقص ظهر القطع باستحالة اتصافه ای الله تعالیٰ بالکذب ونحوه تعالی عن ذٰلک وایضا لولم یمتنع اتصاف فعله بالقبح یرتفع الا مان عن صدق وعده وصدق خبر غیره ای الوعد منه تعالیٰ وصدق النبوة ای لم یجزم بصدقه اصلا و عند الاشاعرة کسائر الخلق القطع بعدم اتصافه تعالیٰ بشئی من القبائح دون استحالة العقلية کسائر العلوم التی یقطع فیها بان الواقع احد النقیضین مع عدم استحالة الأخر لو قدر انه الواقع کا لقطع بمکة و بغداد ای بوجودهما فانه لا یحیل عدمهما عقلا وحینئذ ای وحین کان الامر علیٰ هذا لا یلزم ارتفاع

تحریر میں اس طرح منصوص ہے اور اب یعنی جبکہ یہ افعال حق تعالیٰ پر محال ہووے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً محال ہے نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف محال نہ ہوتو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال نہیں ہے کہ موجود نہ ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوتی تو امکان کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئیگا اس لیے کہ عقلاً کسی شے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم پر یقین نہ رہنا لازم

الأمان لانه لا يلزم من جواز الشئى عقلاً عدم الجزم بعدمه والخلاف الجارى فى الاستحالة والامكان العقلى جار فى كل نقيضه اقدرته تعالى عليها مسلوبة ام هى اى النقيضة بها اى بقدرته مشمولة والقطع بانه لا يفعل اى والحال القطع بعدم فعل تلك النقيضة الخ. ومثل ما ذكرناه عن مذهِب الاشاعرة ذكره القاضى العضد فى شرح مختصر الاصُول و اصحاب الحواشى عليه ومثله فى شرح المقاصد و حواشى المواقف للچلپى وغيره وكذٰلك صرح به العلامة القوشجى فى شرح التجريد والقونوى وغيرهم اعرضنا عن ذكر نصوصهم مخافة الاطناب والسآمة والله المتولى للرشاد والهداية.

نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی وامکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اور اہل السنّت میں) ہر نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقیض کو قدرت حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے کہ کریگا نہیں (جیسا کہ اہل السنۃ کا قول ہے) یعنی اس نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضدالدین نے شرح مختصر الاصول میں اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالیٰ ہی ہدایت کا متولی ہے۔

السوال السادس والعشرون

ماقولكم فى القاديانى الذى يدعى المسيحية والنبوة فان اناسا ينسبون اليكم حبه ومدحه فالمرجو من مكارم اخلاقكم أن تبينوا لنا هذه الامور بيانا شافيا ليتضح صدق القائلين وكذبهم ولايبقى الريب الذى حدث فى قلوبنا من تشويشات الناس.

چھبیسواں سوال

کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح ونبی ہونے کا مدعی ہے کیوں کہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہو، تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھوگے تا کہ قائل کا صدق وکذب واضح ہوجائے اور جو شک لوگوں کے مشوش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے۔

الجواب

جملة قولنا وقول مشائخنا فى القاديانى الذى يدعى النبوة والمسيحية انا كنا فى بذا مره مالم يظهر لنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه' يؤيد الاسلام ويبطل جميع الاديان التى سواه بالبراهين و الدلائل نحسن الظن به علىٰ ما هو اللائق

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و میسحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم

للمسلم بالمسلم وناول بعض اقواله ونحمله على محمل حسن ثم انه لما ادعى النبوة والمسيحية وانكر رفع اللّٰه تعالىٰ المسيح الى السماء وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته افتى مشائخنا رضوان اللّٰه تعالىٰ عليهم بكفره وفتوىٰ شيخنا ومولٰنا رشيد احمد الگنگوهى رحمه اللّٰه فى كفر القادياني قد طبعت وشاعت يوجد كثير منها فى ايدى الناس لم يبق فيها خفاء الا انه لما كان مقصود المبتدعين تهييج سفهاء الهند وجهالهم علينا وتنفير علماء الحرمين واهل فتيا هما وقضاتهما واشرافهما منا لانهم علموا ان العرب لا يحسنون الهندية بل لا يبلغ لديهم الكتب والرسائل الهندية افتروا علينا هذه الاكاذيب فاللّٰه المستعان وعليه

اس کے ساتھ حُسنِ ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعوٰی کیا اور عیسٰی مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا مُنکر ہُوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتوٰی دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتوٰی تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جُہلا کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء و مفتی و اشراف و قاضی ورُؤسا کو ہم پر متنفر بنائیں. کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہلِ عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ ان تک ہندی رسائل و کتابیں پہونچتی بھی نہیں اس لیے

التوكل وبه الاعتصام هذا والذى ذكرنا فى الجواب هو ما نعتقده وندين اللّٰه تعالىٰ به فان كان فى رايكم حقا وصوابا فاكتبوا عليه تصحيحكم وزيّنوه بختمكَم وان كان غلطا وباطلا فدلونا على ما هو الحق عندكم فانا ان شاء اللّٰه لانتجاوز عن الحق وان عنّ لنا فى قولكم شبهة تراجعكم فيها حتے يظهر الحق ولم يبق فيه خفاء وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰه رب العلمين وصلى اللّٰه علىٰ سيّدنا محمّد سيّد الاوّلين والآخرين وعلىٰ اٰله وصحبهٖ وازواجهٖ وذريتهٖ اجمعين ـ

قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة

ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین وایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مُہر سے مزین کردیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وُہ ہمیں بتایئے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا، تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ کا درود و سلام نازل ہو اولین وآخرین کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور ان کی اولاد و صحابہ و ازواج و ذریات سب پر۔

زبان سے کہا اور قلم سے لکھا، خادم الطلبہ

علوم الاسلام كثير الذنوب والأثام
الاحقر خليل احمد وفقه الله
التزدو لغد.
يوم الاثنين ثامن عشر
من شهر شوال ١٣٢٥ه

كثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے
خدا ان کو توشۂ آخرت کی توفیق عطا
فرمائے۔

۱۸؍شوال ۱۳۲۵ھ